مسلمس فارڈیموکریسی: جعلی مسلم رہنماؤں کا نیا گروہ

9|10|03

IQ
3

مکرمی! مسلمانوں کو ہندوستان میں انصاف دلانے کے نام پر بڑے دھوم دھام سے ایک نیا گروہ مسلمس فارڈیموکریسی وجود میں آیا ہے۔ انگریزی اخبارات نے اس کو بڑی اہمیت دی۔ اس گروپ کی ترجمانی کرنے والوں کے جو نام سامنے آئے ہیں ان میں سے اکثر بائیں بازو کے معروف ادیب، صحافی اور شاعر ہیں جن کے بارے میں عام تاثر ہیکہ یہ لامذہب اور کمیونسٹ رجحان کے حامل لوگ ہیں۔ ان لوگوں نے مسلم پرسنل لا پر بھی تنقید کی ہے اور اسے خواتین کے حق میں ضرر رساں بتایا ہے، ائمہ مساجد اور علماء دین کو بھی لتاڑا گیا ہے نیز مسلمانوں کے درمیان بھی انتہا پسند نظریات کی جماعتوں کے وجود کا یقین دلایا گیا ہے۔ مسلمانوں پر الزام تراشی کرنے والوں کی کیا کمی تھی کہ نئے علمبردار بھی میدان میں آگئے ہیں۔ قوم مسلم آج بڑی مشکلات میں ہے۔ گجرات کے قہر ٹوٹنے اور سدرشن کی وارننگ کے بعد ہم بہت بیکس اور بے بس ہو چکے ہیں۔ ہم پر الزام ہے کہ ہم انتہا پسند ہیں۔ اس طرح کی باتیں کرنے والے مظلوموں کے ہمدرد نہیں ہو سکتے اور اگر بی جے پی کی مذمت کرنے کیلئے ہماری آڑ لی گئی ہے تو یہ بزدلی اور بددیانتی ہے۔ اسی طرح جب بھی کہیں بم بلاسٹ ہوتا ہے اڈوانی اور بھجبل صاحبان فوراً اعلان کر دیتے ہیں کہ یہ مسلم انتہا پسندوں کا کام ہے لہذا محکمۂ پولس کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ ان کی تحقیق کا دائرہ مختصر ہو کر رہ جاتا ہے۔ البتہ ایک بار حال ہی میں ایسا ہوا ہے کہ ایک مسلم لیڈر کی ایما پر وزیر داخلہ بھجبل نے ایک مسلم جمعیۃ سے اپنے الزام کو واپس لے کر اسے کلین چٹ دی۔ پوٹا کا کالا قانون گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کے قاتلوں پر لگانے کی بجائے مظلوم مسلمانوں کو ہی اس کے تحت ماخوذ کر دیا ہے۔ ممبئی میں محمد یونس کی لاش دیکھنے کیلئے اسکے بوڑھے ماں باپ ترس رہے ہیں۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ اب اس نئے گروپ نے مسلمانوں میں بھی انتہا پسندوں کے وجود کا ذکر کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے نام میں "مسلمس" کا خطاب مجھ میں نہیں آیا کیونکہ نہ ہی یہ لوگ مسلم سماج میں رہتے ہیں نہ ہی اسلامی شعائر سے وابستہ ہیں۔ اگر ان کا مقصد انسانی حقوق کی بحالی ہوتا تو یہ فرقہ پرستوں سے لوہا لینے کیلئے انڈیا فارڈیموکریسی جیسا نام اختیار کرتے۔ فی زمانہ بہروپیوں کی پہچان بڑی مشکل ہوگئی ہے۔ انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لوگ خود اپنے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بین السطور میں مقاصد پوشیدہ ہیں تو کوئی دوسرا گھر دیکھ لیں۔ بہرحال! آج کے تناظر میں سرکاری حلقوں میں ان کی خوب پذیرائی ہو سکتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب مسلمان خود ہی من حیث القوم منتشر ہیں ہماری جماعتیں آپس میں برسرپیکار ہیں، دوسری طرف ہمارے سیاسی لیڈر بھی اپنی اپنی دال پر روٹی کھینچنے میں مصروف ہیں۔ ایسی صورت میں ان بہروپیوں کو یقیناً موقع ملتا ہے اور وہ اس کے ذریعے سرخ رو ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض نظریں ان کو تاڑ ہی لیتی ہیں۔

● محمد ابراہیم انصاری۔ بھیونڈی